Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

سقوط اندلس پر شعرائے اندلس

کی مرثیہ خوانی

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

اسلامی اندلس جو آج کا ہسپانیہ ہے تاریخ اسلام کا ایک ایسا ڈرامائی باب ہے جو بیک وقت شاندار بھی ہے اور المناک بھی ، یہ باب ڈرامائی اس لئے ہے کہ جس طرح طریف بن مجالد ، طارق بن زیاد اور موسی بن نصیر اسلام کی شمشیر خارہ شگاف لئے سمندر عبور کرتے اور پھر شہر اور قلعہ فتح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اسی طرح ابو عبداللہ جیسے نالائق حکمران اپنی کند تلوار کو عیسائی فاتحین کے سپرد کر کے جبل طارق کے دامن سے اپنے شکست خوردہ خانوادے اور ساتھیوں کے ہمراہ سمندر عبور کر کے افریقہ کی طرف آتے ہوئے نظر آتے ہیں ـ یہ باب ایک شاندار اور درخشندہ باب بھی ہے ، اندلس کے مسلمانوں نے سیاست و حکومت اور عسکری رعب و دبدبہ سے لیکر ، علم و ادب اور فکروفن کے میدانوں تک جو عظیم الشان کارنامے انجام دیئے وہ تاریخ اسلام کے جگمگاتے ہوئے تاج کی حیثیت رکھتے ہیں اور انسانی تمدن کا قابل فخر ورثہ بھی ہیں مگر یہ باب اتنا ہی المناک بھی ہے ـ ظہور اسلام سے لیکر آج تک کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں اسلام نے فاتحانہ جھنڈے گاڑے ہوں اور پھر اسے کوئی طاقت وہاں سے دیس نکالا دے سکی ہو ، مگر صرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اندلس ایک استثنائی صورت ہے جہاں سے نہ صرف اسلام بلکہ مسلمانوں کو بھی مکمل طور پر بے دخل کر دیا گیا ۔ اس لئے اسلامی اندلس بجا طور پر تاریخ اسلام کا ایک ایسا ڈرامائی باب ہے جو شاندار بھی ہے اور حسرت و الم سے بھی لبریز ہے ۔ اس شاندار ڈرامائی باب کے حسرتناک و المناک پہلو نے جہاں ہر مومن آنکھ کو اشکبار کر دیا تھا وہاں اندلسی شعراء کو بھی محو حزن و بکا بنا دیا تھا ۔ اندلس کے شعراء نے اپنی فردوس گم گشتہ کے درد بھرے مرثیے کہے اور اپنے اسلاف کی عظمت رفتہ کو تصور میں لاتے ہوئے اپنے ہم وطنوں کی بدنصیبی پر آنسو بہائے ۔

شاعر اسلام علامہ محمد اقبال کو اہل اسلام کی اس فردوس گم گشتہ سے والہانہ لگاؤ تھا ، وہ اسے مسلمانوں کی ارض موعودہ کا نام بھی دیتے تھے (۱) ۔ اقبال کے نزدیک اسلامی اندلس کا جو مقام اور اہمیت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ واحد خطہ زمین ہے جس کی زیارت کے لئے وہ خاص نیت سے سفر پر نکلے تھے اور یہیں انہوں نے ,,مسجد قرطبہ ,, کے عنوان سے ایک شعری تخلیق پیش کی جو ان کی شاہکار نظموں میں سے ایک شمار ہوتی ہے (۲) ۔

اعلی تعلیم کی تکمیل کے بعد وطن واپس آتے ہوئے علامہ اقبال کا جب صقلیہ (سسلی) کے پاس سے گذر ہوا تو اسلام کی اس ارض مغصوبہ پر اشکبار ہو گئے اور سر زمین صقلیہ کو ,,تہذیب حجازی کا مزار ,, قرار دیتے ہوئے سترہ اشعار پر مشتمل سسلی کا ایک مرثیہ کہہ ڈالا تھا ، اس مرثیہ کے ایک بند میں یوں ارشاد ہوتا ہے (۳) :

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغ رویا خون کے آنسو جہاں آباد پر

آسماں نے دولت غرناطه جب برباد کی
ابن بدروں کے دل ناشاد نے فریاد کی
غم نصیب اقبال کو بخشا گیا ماتم ترا
چن لیا تقدیر نے وہ دل که تھا محرم ترا

ھلاکو خان کے ھاتھوں جب مدینة السلام بغداد برباد ھوا اور عباسی خلافت کا چراغ گل ھو گیا تو بلبل شیراز شیخ سعدی نے ایک درد انگیز مرثیه کہا تھا جس کا مطلع ہے (۴) :

آسماں را حق بود گر خوں بگرید برزمین
برزوال ملک مستعصم امیر المؤمنین!

اور برطانوی سامراج کے منحوس قدم جب جہاں آباد (دلی) کی سر زمین پر پڑے اور جو تباھی و بربادی آئی اس پر آنسو بہاتے ھوئے مرزا داغ دھلوی نے ایک (شہر آشوب) کہا جو خاصه طویل ہے اور اس کا پہلا بند ہے : (۵)

فلک زمین و ملائک جناب تھی دلی
بہشت و خلد سے بھی انتخاب تھی دلی
جواب کا ہے کو تھا لاجواب تھی دلی
مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلی
تری ھیں آنکھیں وھاں جو جگه تھی نرگس کی
خبر نہیں که اسے کھا گئی نظر کس کی

مگر اب آپ ,,ابن بدروں کے دل ناشاد کی فریاد ,, کا کھوج لگانے بیٹھیں تو قیامت تک ناکامی اور مایوسی کے سوا کچھ حاصل نه ھو گا ۔ لیکن اس لئے نہیں که ابن بدروں بیچارے کے دل ناشاد کی سقوط غرناطه پر بلند ھونے والی فریاد کو زمانه چاٹ گیا بلکه اس لئے که نه کوئی ابن بدروں نامی شاعر تھا اور نه سقوط غرناطه پر اس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کبھی فریاد کی تھی! بلکہ حق تو یہ ہے کہ نہ صرف اسلامی اندلس کی ادبی تاریخ بلکہ پورے عربی ادب کی تاریخ میں ابن بدروں نام کا کبھی کوئی شاعر ہوا ھی نہیں یہ سوال تو ایک مستقل موضوع ہے کہ حضرت علامہ مرحوم کو یہ تسامح کیونکر ہوا کہ شاعر ابن عبدون کے مرثیہ کے شارح و نقاد شیخ ابن بدروں کو شاعر کس طرح کہدیا اور سقوط بطلیوس پر یا بطلیوس کے حکمران یکے از ملوک الطوائف ابن المظفر کے مرثیہ کو سقوط غرناطہ کا مرثیہ کس طرح سمجھ لیا لیکن یہ بات ہمارے موضوع سے تعلق رکھتی ہے کہ سر زمین اندلس کے شاھکار مرثیوں میں سے ایک مرثیہ ابو محمد عبدالمجید بن عبداللہ ابن عبدون الفہری المتوفی ۵۲۹ ھ کا رائیہ قصیدہ ہے جو اس نے اپنے سر پرست اور مربی متوکل بن مظفر کے المناک انجام پر نظم کیا تھا متوکل بنو افطس کا چشم و چراغ تھا اور ملوک الطوائف میں نمایاں مقام کا مالک تھا ابن عبدون متوکل کا وزیر تھا ، خود بھی شاعر اور ادیب تھا اور اھل ادب و شعر کا قدردان بھی تھا ۔ اس نے مشہور محدث ، عالم ، ادیب اور نقاد ابن قتیبہ اور اندلس کے ادیب اور محقق ابو عبید البکری سمط اللآلی کے مصنف کے درمیان ناقدانہ موازنہ کیا اور ایک کتاب تصنیف کی تھی ، کتاب کا نام ہے (نصرۃ ابی عبید علی ابن قتیبۃ) ۔

اسلامی اندلس کو سب سے زیادہ ذلت آمیز نقصان ملوک الطوائف کے عہد میں پہنچا ، اندلس کی اموی سلطنت کے زوال اور منصور بن ابی عامر کی موت کے بعد اندلس سیاسی ابتری اور فساد کی زد میں آ گیا تھا جس کے نتیجے میں ملوک الطوائف کا دور دورہ ہوا ، ہر شہر اور ہر قلعہ بلکہ ہر وادی اور ہر بستی میں ہر ہوس پرست نے اپنا اقتدار قائم کر لیا اور خود مختاری کا اعلان کر دیا ، اس صورت

حال سے قشتالہ اور ارغون کے عیسائی راجوں نے خوب فائدہ اٹھایا ، جب چاہتے جیسے چاہتے ملوک الطوائف میں سے کسی کو بھی اپنا باج گزار بنا لیتے ، اس باجگزاری نے مسلم رعایا کے لئے جینا حرام کر دیا تھا ، ملوک الطوائف اپنی رعایا کی کھالیں اتار کر عیسائی راجہ کی تجوریاں بھرتے تھے ، ایک ملک الطائفہ نے جو سیف الدولہ یعنی ریاست کی تلوار کہلاتا تھا اپنے باج خواہ عیسائی راجہ کو تیس اونٹوں کے برابر سونا چاندی اور غلہ ادا کیا بلکہ خود پہنچا کر آیا ، اس کے بدلے میں عیسائی راجہ نے اسے ایک بندر عطا کیا جسے پوشاک فاخرہ پہنا کر بڑے فخر سے اپنے ساتھ تخت پر بٹھاتا اور باقی ملوک الطوائف سے خود کو نمایاں اور انعام یافتہ تصور کرتا ، اس ذلت آمیز ماحول نے اندلس کی ملت اسلامیہ کو مجبور کر دیا کہ وہ مراکش کے بادشاہ یوسف بن تاشفین سے التجا کریں تاکہ وہ انھیں عیسائی راجہ اور ملوک الطوائف کے دوہرے عذاب سے نجات دلائیں (٦)۔

ملوک الطوائف میں سے جس جس نے یوسف بن تاشفین کو دل سے خوش آمدید کہا ان کی تو جان بخشی ہو گئی ، جو طاقتور اور خطرناک تھے وہ گرفتار ہوئے (مشہور شاعر بادشاہ معتمد ابن عباد بھی انھی میں سے تھا جس کے متعلق علامہ اقبال نے چند شعر بھی کہے ہیں) مگر جن کے متعلق غداری اور دشمن سے ساز باز کی شکایت ملی ان کی گردنیں مار دی گئیں ، متوکل بن مظفر اور اس کے دونوں بیٹے بھی اسی انجام بد سے دوچار ہوئے ، ابن عبدون نے اپنے سرپرست اور آقائے ولی نعمت کی حسرتناک موت پر یہ رائیہ قصیدہ کہا ، یہ مرثیہ تقریباً سڑسٹھ اشعار پر مشتمل ہے (٧)۔ لیکن اس میں شاعر نے زمانے کی چیرہ دستی اور دنیا کی بے وفائی کا شکوہ کرتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ھوئے پوری اسلامی بلکه انسانی تاریخ کے عبرتناک واقعات کو تلمیحات و اشارات میں اس خوبصورتی سے شعروں میں سمویا ہے که یه مرثیه بے حد پرکشش اور انسانی جذبات کا ترجمان بن گیا ہے۔ مگر اس کی تلمیحات و اشارات اس قدر غامض اور مبہم ھیں که عام آدمی کے ادراک سے باھر ھیں ، تاھم اس کے دلچسپ اسلوب اور پر مغز معانی نے اسے اندلس کا ایک مقبول عام مرثیه بنا دیا ۔

ایک حلقه اھل علم و ادب کی درخواست پر اپنے وقت میں اسلامی اندلس کے ایک عالم ، ادب اور خطیب ابو القاسم عبدالملک بن عبداللہ ابن بدرون الحضرمی المتوفی ۶۰۸ ھ نے ابن عبدون کے اس خوبصورت مگر غموض و ابہام سے پر مرثیه کی شرح لکھی ۔ یه شرح علمی و ادبی معلومات کا قیمتی خزانه ہے۔ فاضل شارح نے عربی شاعری امثال اور اقوال بلغاء سے حسب موقع استشہاد کیا ہے ۔ یه ۷۶ اشعار کی شرح چار سو صفحات پر پھیلی ھوئی ہے ، اسے ایک فرانسیسی مستشرق نے ایڈٹ کر کے شائع کیا تو دنیا بھر کے علمی و ادبی حلقوں نے اسے بہت سراھا ، یوں لگتا ہے که علامه اقبال نے قیام یورپ کے دوران ابن عبدون کی قصیدہ اور ابن بدرون کی اس شرح کا تذکرہ سنا ھو گا اور سقوط بطلیوس کے مرثیه کو سقوط غرناطه کا مرثیه اور ابن عبدون کے بجائے ابن بدرون کو شاعر خیال کر لیا ھو گا ، بہرحال یه ایک تسامح ہے جس کی وجه کوئی اور بھی ھو سکتی ہے۔

ابن عبدون مطلع قصیدہ میں زمانے کی بے نیازی اور دنیا کی بے وفائی کا شکوہ کرتا ہے اور انسان کو ھر وقت جاگتے رھنے اور ھوشیاری کا مظاھرہ کرنے کی تلقین کرتا ہے کیونکه وقت کے لیل و نہار دراصل انسان کی گھات میں لگے ھوئے ھیں ، انسان کو چاھیئے که وہ

خود وقت کی گھات میں رهے اور اس کا سامنا کرنے کے لئے کمربستہ رهے ، شاعر کے نزدیک لیل و نہار دراصل زمانے کے ناخن اور دانت هیں مگر بڑا هی احمق ہے وہ انسان جو ان شیر کے جبڑوں میں پڑا خواب غفلت میں سویا رهتا ہے ، دن رات زمانے کے ناخن اور دانت هیں جن سے وہ انسانی زندگی کو کاٹتا رهتا ہے مگر انسان ہے کہ دن رات سونے اور اترانے میں لگا رهتا ہے۔ وجود اور پھر عدم زمانے کا ایک کھیل ہے ، عدم اور وجود کی شکل میں زمانے کے اسی کھیل کی تصاویر ابھرتی اور مٹتی رهتی هیں ۔ اس لئے اس پر غم کرنے یا آہ و بکا کی چنداں ضرورت نہیں، ابن عبدون کہتا ہے (۸) :

الدهر یفجع بعد العین بالاثر

فما البکاء علی الاشباح والصور

انهاک انهاک لاآلوک موعظة

عن نومة بین ناب اللیث والظفر

ترجمہ :

(۱) وجود کے بعد عدم کے ذریعہ زمانہ دکھ پہنچاتا ہے (یعنی انسان پہلے هستی کا مالک هوتا ہے پھر اس کے آثار و یادگار باقی رہ جاتی هیں) تو پھر ان بنتی بگڑتی تصاویر یا ابھرتے مٹتے سایوں پر رونا کس لئے ؟

(۲) باز آجا! باز آجا! دیکھ میں تجھے نصیحت کرنے میں کوئی کوتاهی نہیں کر رها! شیر کے دانتوں اور ناخنوں کے درمیان مت سو !

مرثیہ کے پہلے چالیس اشعار انسان کے لئے آئینہ عبرت پیش کرتے هیں ، ان میں زمانے کے اسی تماشائے وجود و عدم کے مناظر اور تلمیحاتی و اشاراتی انداز میں تاریخی واقعات کا ذکر ہے ، زمانے کی بے نیازی و سنگدلی اور اس کے مقابلے میں انسان کی غفلت و بے بسی کا ذکر کرنے کے بعد وقائع وحوادث کی تاریخ شروع هوتی ہے (۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کم دولة ولیت بالنصر خدمتها

لم تبق منها وسل ذکراک من خبر

هوت بدارا وفلت غرب قاتله

وکان عضبا علی الاملاک ذا اثر

ترجمہ :

(۱) کتنی ھی بادشاھتیں ھونگی جو فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑھتی اور گردش روز و شب کی چاکری کرتی رھیں مگر اس گردش نے انھیں بھی باقی نہ رھنے دیا اور چاھو تو تاریخ سے نصیحت کے لئے سوال کر لو۔

(۲) یہی گردش تھی جس نے دارا کو زمین پر پٹخ دیا پھر اس کے قاتل سکندر یونانی کی تلوار کو بھی کند کر دیا حالانکہ یہی تلوار بڑی تیز اور بادشاھوں پر برتری دلانے والی تھی۔

دارا و سکندر کے بعد جن اھل حکومت کا تذکرہ آیا ہے انھیں ابن عبدون کسی نہ کسی دلچسپ لقب یا کنیت سے ذکر کرتا ہے جو غیر معروف ھونے کے باعث عام قاری کے لئے ایک معما ہے۔ اسی لئے علامہ ابن بدرون کو اس کی شرح لکھنا پڑی۔

عجیب بات یہ ہے کہ ابن عبدون اپنے اس قصیدہ میں زمانے بھر کی عبرتوں کا ذکر کرتا ہے مگر بطلیوس کے حکمرانوں کے ماتم کے سوا تاریخ اندلس کی کسی عبرت کا تذکرہ نہیں کرتا صرف معتمد ابن عباد کے سقوط و زوال کو قابل ذکر تصور کرتا ہے : (۱۰)

واعثرت آل عبادٍ لَعاً لَهمُ

بذیل زباء لم تُنْفَرْ من الذعر

ترجمہ :

یہ گردشِ دوراں ھی تو ہے جس نے آل عباد کے بدنصیبوں کو لغزش سے دوچار کر کے تباہ کر دیا ، ان پر زمانہ خوفناک اونٹنی کی دم پکڑے

چڑھ دوڑا مگر اس اونٹنی کو ڈرا کر نہیں بھگایا گیا۔

ابن عبدون اپنے عہد کے ملوک الطوائف پر طنز کرنا کافی سمجھتا ہے جو شاہانہ القاب اختیار کر کے پھول جاتے تھے : (۱۱)

و او ثقت فی عراها کل معتمد

وأشرقت بقذاها کل مقتدر

وروّعت کل مأمون ومؤتمن

وأسلمت کل منصور و منتصر

ترجمہ :

(۱) اسی گردش روز و شب نے ہر معتمد لقب رکھنے والے کو جکڑ لیا اور ہر مقتدر لقب رکھنے والے کے گلے میں کدورت کا پھندا ڈالدیا ۔

(۲) ہر مامون و موتمن کو خوف زدہ کر دیا اور ہر منصور اور منتصر کو ہلاکت کے سپرد کر دیا یعنی یہ جھوٹے القاب کسی کام نہ آئے ، ابو علی الحسن بن رشیق نے کیا خوب کہا تھا :

مما یزهدنی فی ارض اندلس

سماع مقتدر فیها ومعتضد

القاب مملکة فی غیر موضعها

کالهرّ یحکی انتفا خا صولة الأسد

ترجمہ :

(۱) سر زمین اندلس میں میرے دل کو اچاٹ کرنے والی باتوں میں سے ایک مقتدر و معتضد جیسے جھوٹے القاب بھی ہیں ۔

(۲) یہ القاب تو شاہانہ ہیں مگر بے محل ہیں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ایک بلی نتھنے پھیلا کر شیر کی نقالی کرنے لگے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلامی اندلس کے مرثیوں میں سے ایک مرثیہ طلیطلہ بھی ہے جو کسی گمنام شاعر کی تخلیق ہے مگر ہے بڑا پر درد ، اثر انگیز اور خوبصورت ۔ طلیطلہ قدیم اسلامی اندلس کے چار بڑے شہروں میں سے ایک ہے ۔ قرطبہ پہلا یورپی اسلامی دارالحکومت ہے جسے اندلس کے اموی خلفاء کے عہد میں بڑا عروج اور عظمت حاصل ہوئی ۔ اشبیلیہ بنو عباد کا دارالحکومت تھا اور اسے معتمد ابن عباد کے حوالے سے بڑی عظمت و شہرت حاصل ہے ۔ غرناطہ اسلامی اندلس میں مسلمانوں کا آخری دارالحکومت اور بنی احمـــر کے قصر حمراء کا امین ہونے کی وجہ سے ساری دنیا جانتی ہے مگر طلیطلہ کو وہ عظمت و شہرت تو حاصل نہیں جو باقی تین شہروں کو حاصل ہے لیکن ملوک الطوائف کے ایک خاندان بنو ذوالنون کے عہد میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہوئی ، اموی سلطنت کے زوال اور منصور بن عامر کی وفات کے بعد عرب اور بربر کی عداوت ، مخاصمت اور تصادم کے باعث اسلامی اندلس کو بہت برے دن دیکھنا پڑے ، قشتالـہ اور ارغون کے عیسائی شروع میں باج وصول کرنے پر اکتفا کرتے رہے اور جب یقین ہو گیا کہ اب اسلامی مشرق سے کوئی نہیں آئے گا تو ملوک الطوائف پر یلغار شروع کر دی ، اسی یلغار کے نتیجے میں طلیطلہ کا سقوط عمل میں آیا ، عیسائی فاتحین نے مسلم مفتوحین کے ساتھ جو سلوک کیا وہ المناک و شرمناک ہونے کے باوجود بھی ملوک الطوائف کے بقیہ ,,امیر المؤمنینوں ،، کی آنکھ نہ کھول سکا ۔ (۱۲)

عیسائی راجہ اذفونش نے یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں کاری ضرب کھانے اور زلاقہ میں عبرتناک شکست کھانے سے قبل یکے بعد دیگرے ملوک الطوائف کو کچلنا اور اسلامی قلعوں اور شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا ، سات سال تک مسلسل طلیطلـہ کا

محاصرہ کئے رکھا مگر ملوک الطوائف کو امداد کی توفیق یا جرأت نہ ہو سکی بالآخر علم و دانش کا یہ اسلامی مرکز سرنگوں ہونے پر مجبور ہو گیا ، اس موقع پر صلیب کے علمبرداروں نے ہلال کے علمبرداروں کے ساتھ جو سلوک کیا اسے سنکر آج بھی انسانیت لرزہ براندام ہوتی اور گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں ، سقوط طلیطلہ کے اس گمنام شاعر نے بہتر اشعار پر مشتمل مرثیہ کہا جو واقعات کی پر درد تصویر پیش کرتا ہے ، نفح الطیب کا مصنف احمد المقری ہمارے شکر و تحسین کا مستحق ہے جس نے دیگر المناک واقعات اور قابل فخر کارناموں کو یک جا کرنے کے علاوہ اس قسم کے درد سے لبریز مرثیوں کو بھی محفوظ کر دیا ہے ۔ اس گمنام شاعر کے پر درد مرثیہ کے چند اشعار یہ ہیں : (۱۳)

طليطلة أباح الكفر منها
حماها انّ ذا نبأ كبير

فليس مثالها ايوان كسرى
ولامنها الخورنق والسدير

محصنه محسنة بعيد
تناولها ومطلبها عسير

الم تک معقلا للدين صعبا
فذلّله كما شاء القدير

وأخرج أهلها منها جميعا
فصاروا حيث شاء بهم مصير

وكانت دار ايمان وعلم
معالمها التى طمست تنير

مساجدها كنائس أى قلب
على هذا يقر ولا يطير

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادیلت قاصرات الطرف کانت

مصونات مساکنہا القصور

وأدرکہا فتور فی انتظار

لسربٍ فی لواحظہ فتور

وکان بناو بالقینات اولی

لو انضمت علی الکل القبور

ترجمہ : (۱) طلیطلہ کی محفوظ پناہ گاہ کو کفار نے لوٹ لیا ، یہ تو بہت بڑی بھیانک خبر ہے۔

(۲) جلال و جمال میں یہ شہر ایوان کسری ، خورنق اور سدیر (شاہ حیرہ کے محل تھے) کو بھی مات کرتا تھا۔

(۳) یہ شہر تو قلعہ تھا ، سراپا حسن تھا ، اس تک دست درازی دور کی بات اور اس تک رسائی مشکل تھی ۔

(۴) کیا یہ شہر دین اسلام کا محفوظ قلعہ نہ تھا مگر قدرت نے اسے ذلیل کر دیا ۔

(۵) اس کے تمام باشندے جلاوطن کر دیئے گئے ۔ اب وہ قدرت کا عذاب بھگتتے ہوئے بھٹکتے پھرتے ہیں ۔

(٦) یہ ایمان اور علم کا گھر تھا ، اس کے وہ نشان جو نابود کر دیئے گئے اسے روشن کرتے تھے ۔

(۷) اس کی مساجد گرجوں میں بدل گئی ہیں ، کونسا دل ہو گا جو اس پر بے قرار ہو کر بکھر نہ جائے ۔

(۸) اس کی حسین دو دوشیزائیں جو محلوں میں محفوظ تھیں ذلیل ہو کر ہوس کا نشانہ بن گئی ہیں ۔

(۹) ان میں سے ایک دو شیزہ کھڑی ہے۔ آنکھیں پتھرا گئی ہیں ، وہ ہوس کار گروھون کی ہوس رانی کا شکار ہونے کی منتظر ہے۔

(۱۰) ہمارے اور ان دو شیزاؤں کے لئے بہتر تو یہ ہے کہ ہم
سب زمین میں دفن ہو جاتے!

اہل صلیب کی یلغار کے آگے ملوک الطوائف میں سے کوئی بھی نہ ٹھہر سکا، ان کی مسلم رعایا مسلسل قتل و غارت گری لوٹ مار اور بیدخلی و جلاوطنی کی زد میں رہی ، بچے غلام بنتے رہے ، دو شیزائیں لونڈیاں بنتی رہیں اور باقی سب تہ تیغ کئے جاتے رہے مگر یوسف بن تاشفین نے اندلس میں داخل ہو کر تاریخ کا رخ ایک بار پھر موڑ دیا پھر کئی صدیوں تک اسلامی اندلس مرابطین کے زیر نگیں رہا اور اہل صلیب حسرت و ندامت سے ہاتھ ملتے رہے ۔ پھر مرابطین کی جگہ موحدین نے لے لی لیکن یوسف بن تاشفین کی طرح عبدالمؤمن کے جانشین موحدین اندلس حقیقی معنی میں سنبھال نہ سکے ۔ چنانچہ موحدین کے زوال کا تمام و بال اندلس کے مسلمانوں کے حصے میں آیا ، اگر غرناطہ میں بنو احمر کی حکومت مسلمانوں کے لئے ایک گوشۂ عافیت ثابت نہ ہوتی تو اسلامی اندلس نویں صدی ہجری کے بجائے ساتویں صدی ہجری میں ہی ختم ہو جاتا (۱۳)۔

اندلس میں موحدین کے زوال کے بعد ایک بار پھر اسلامی شہر اور قلعے اہل صلیب کی زد میں تھے ، اسلامی اندلس پر جو تباہی و بربادی نازل ہوئی اور مسلمانوں کو جس ذلت اور بے بسی سے دوچار ہونا پڑا اس کی روئیداد غم والم سنانے والے ہمیشہ کی طرح اب بھی محدثین اور علمائے امت ہی تھے جو مسلمانان اندلس کی فریاد لیکر اسلامی مشرق خصوصاً شمالی افریقہ کے مسلم حکمرانوں کے پاس آتے رہے ، کبھی یوسف بن تاشفین اور کبھی عبدالمؤمن بن علی کے پاس ، اب کے مراکش کی حفصی حکومت کے بادشاہ ابو زکریا بن ابی حفصی کے پاس اندلس کا مشہور محدث ، عالم ، ادیب اور شاعر ابو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عبداللہ بن الابار فریادی بنکر آیا تھا ۔ اس کا سڑسٹھ اشعار پر مشتمل ایک سینیہ قصیدہ ہے جو اسلامی اندلس کے بہترین مراثی میں شمار ہوتا ہے ۔ اس کا مطلع اور چند اشعار کافی ہونگے : (۱۵)

أدرک بخیلک خیل اللہ اندلسا
ان السبیل إلی منجاتها درســـا
وهب لها من عزیز النصر ما التمست
فلم یزل منک عزیز النصر ملتمسا
یا للجزیرة أضحی أهلها جزرا
للحادثات و أمسی جدها تعسا
فی کل شارقةٍ المام بارقةٍ
یعود مأتمها عند العدا عــرسا
وکل غاربة إخجال شائبة
تثنی الأمان خدارا والسرور أسا
تقاسم الروم لانالت مقاسمهم
الا عقائلها المحجوبة الأنسا
وفی بلنسیة منها وفی قرطبة
ماینسف النفس أو ما ینزف النفسا
مدائن حلها الاشراک مبتسما
جذلان وارتحل الایمان مبتئســا
یا للمســاجد عـادت للعدا بیعا
وللنداء غدا اثناء ها جرسا

ترجمه :

(۱) اے بادشاہ اپنے شہسواروں کو ساتھ لے جو اللہ کے شہسوار ہیں اور اندلس کی فریاد رسی کو پہنچ کیونکہ

اس کی آزادی و نجات کے امکانات نابود ہو گئے ہیں۔

(۲) اهل اندلس کی غالب آنے والی مدد کر جیسا کہ تجھ سے مانگی گئی ہے کیونکہ غالب آنے والی مدد تو تجھ سے ہی مطلوب ہوتی ہے۔

(۳) آہ ! جزیرۂ اندلس !! اس کے باشندے تو مذبح خانے کے جانور بن چکے ہیں جو حوادث کی زد میں ہیں اور اندلس کا مقدر تو اب بد نصیبی ہے۔

(۴) ہر طلوع ہونے والا سورج ایک بجلی بنکر گرتا ہے اس کا ماتم ہمارا حصہ ہے مگر یہی دن دشمنوں کے لئے شادمانی بن جاتا ہے۔

(۵) ہر ڈوبنے والا سورج دو شیزہ کے لئے رسوائی کا پیغام دیکر جاتا ہے جو امان کو احتیاط اور خوشی کو غم میں بدل دیتا ہے۔

(٦) عیسائیوں نے قسم کھائی ہے۔ خدا کرے ان کی قسمیں پوری نہ ہوں۔ کہ وہ پردہ نشین حسیناؤں پر ہی دست درازی کریں گے۔

(۷) ان عیسائیوں نے بلنسیہ اور قرطبہ میں جو مظالم ڈھائے ہیں جو جان لینے والے اور خون نچوڑ دینے والے تھے۔

(۸) یہ شہر ہیں جہاں شرک خوشی سے دندناتا ہوا فروکش ہو گیا ہے اور ایمان مایوس ہو کر کوچ کر گیا ہے۔

(۹) آہ!وہ مساجد جنھیں دشمنوں نے گرجوں میں بدل دیا ہے اور اذان کی جگہ وہاں اب گھنٹیاں بج رہی ہیں۔

مگر صد افسوس کہ علامہ ابن الابار کی یہ سفارت ناکام ہوئی ۔ اهل اندلس کی فریاد رسی کے لئے اب مشرق میں کوئی اسلامی طاقت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باقی نہ رہی تھی ، شمالی افریقہ میں اب کوئی یوسف بن تاشفین اور عبدالمؤمن بن علی نہ رہا تھا ، مراکش کے حفصیوں میں مرابطین اور موحدین والا دم خم نہ تھا اس لئے اندلس کے مسلمان اب اہل صلیب کے رحم و کرم پر تھے بلکہ ان کی سنگدلانہ چیرہ دستیوں کے سپرد تھے

یہ بنو احمر کا کمال تھا کہ صلیبیوں کو تین سو سال تک اندلس کے ایک کونے میں دبکر روکے رکھا تھا ، تاہم دشمن کی داخلی چالوں کے ہاتھوں بنو احمر بھی بالآخر شکست کھا گئے اور اہل صلیب نے جس دسیسہ کاری اور افتراق کا بیج بویا تھا وہ آخر کار بار آور درخت بن گیا ، بنو احمر کی باہمی عداوت ، چپقلش اور دشمن کے ہاتھوں میں کھلونا بننے نے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا ۔

غرناطہ کے بنو احمر کا وہ احمق جو دشمن کے جال میں پھنس کر اندلس سے اسلام کے دیس نکالے اور بالآخر مکمل بے دخلی کا باعث بنا تھا اور تاریخ جسے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ کے نام سے درس عبرت کا عنوان بناتی ہے ، جب جلا وطن ہوتے وقت غرناطہ کو نگاہ حسرت سے دیکھتے ہوئے اشکبار ہو گیا تھا تو اس کی ماں نے طنزاً کہا تھا : ,,ہاں اب تو دولت غرناطہ پر آنسو بہا کیونکہ تو اسے مردانہ وار تو بچا نہ سکا !! ,,اور یوں دولت غرناطہ آسماں کے ہاتھوں برباد ہو گئی! مگر اس پر کسی ابن بدروں کے دل ناشاد نے فریاد نہ کی کیونکہ ابن عبدون کے قصیدہ رائیہ کا شارح علامہ ابن بدروں تو سقوط غرناطہ سے صدیوں پہلے خاک اندلس میں پیوست ہو چکا تھا ۔ ہاں مگر دولت غرناطہ کی بربادی پر فریاد کرنے والے ضرور تھے ، ان میں سے ایک تو اس احمق ابو عبداللہ کا ہمنام شاعر تھا جو اس کا درباری اور حاشیہ نشین تھا ، ایک گمنام شاعر تھا جس نے سلطان عثمانی سے مدد کی فریاد بھی کی تھی اور کچھ اہل دل تھے

جنھوں نے کچھ اشعار گھڑ کے ابو البقاء رندی کے شہرہ آفاق مرثیہ اندلس میں شامل کر دئے حالانکہ یہ ابو البقاء بھی سر زمین اندلس کا ماتم کر کے دولت غرناطہ کی بربادی سے صدیوں پہلے فوت ہو چکا تھا ۔ ابو البقاء کے شہرہ آفاق مرثیہ اندلس پر روشنی ڈالنے سے قبل احمق ابو عبداللہ کے درباری شاعر اور سلطان ترکی سے فریاد کرنے والے گمنام شاعر کے مرثیہ غرناطہ پر نظر ڈالیں گے ۔

غرناطہ کے فریب خوردہ آخری بادشاہ ابو عبداللہ کا حاشیہ نشین شاعر ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ العربی العقیلی کہلاتا تھا ۔ عقیلی نے اپنے دھتکارے ہوئے فریب خوردہ آقائے ولی نعمت کی خواہش پر مراکش کے بادشاہ کو ایک خط لکھا تھا جس میں فوجی امداد کی درخواست اور غرناطہ کے مرثیہ کے طور پر ایک قصیدہ میمیہ بھی شامل تھا ۔ عقیلی کا یہ میمیہ قصیدہ امام محمد بن سعید البوصیری کے قصیدہ بردہ کے تتبع میں کہا گیا ہے مگر یہ مرثیہ کم اور سلطان مراکش کی خوشامد اور پدرم سلطان بود پر ایمان رکھنے والے کی خودستائی زیادہ ہے ۔ عقیلی کا یہ قصیدہ ایک سو اٹھائیس اشعار پر مشتمل ہے : مطلع اور نمونے کے چند اشعار پر اکتفا مناسب ہے : (١٦)

مولى الملوك ملوک العرب والعجم

رعيا لما مثله يرعى من الذمم

بک استجرنا و نعم الجار انت لمن

جار الزمان عليه جور منتقم

حتى غدا ملكه بالرغم مستلبا

وأفظع الخطب ما يأتي على الرغم

حكم من الله حتم لامردّ له

وهل مردّ لحكم منه منحتم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وهی اللیالی وقاک الله صولتها
تصول حتی علی الآساد فی الأجم
کنا ملوکا لنا فی أرضنا دُوَل
نمنا بها تحت أفنان من النعم
فأیقظتنا سهام للردی صبب
یرمی بأفجع حتفٍ من بهن رُمی
فلا تنم تحت ظل الملک نومتنا
وأیّ ملکٍ بظل الملک لم ینم
یبکی علیه الذی قد کان یعرفه
بأدمع مزجت أمواهها بدم
وصل أواصر قد کانت لنا اشتبکت
فالملک بین ملوک الأرض کالرحم

ترجمه :

(۱) ملوک عرب و عجم کے آقا! آپ بھی اپنی ذمه داری اسی طرح پوری کیجئے جس طرح که بادشاہ اپنی ذمه داریاں نبھایا کرتے ھیں۔

(۲) ھم آپ کی پناہ میں آ گئے ھیں اور آپ تو اس شخص کے لئے عمده پناه گاه ھیں جس پر زمانے نے منتقمانه ظلم کیا ھو۔

(۳) زمانے کے منتقمانه ظلم کا حال یه ہے که اس پناه لینے والے ابو عبدالله کی سلطنت اسے ذلیل کر کے چھین لی گئی ہے سب سے زیاده شرمناک آفت وھی ھوتی ہے جو مجبوری لیکر آئے۔

(۴) یه تو الله تعالی کا حتمی فیصله ہے جسے کوئی نہیں ٹال سکتا کیا الله کے حتمی فیصله کو کوئی ٹال سکتا ہے۔

(۵) یه گردش لیل و نہار ہے میرے آقا! الله تعالی آپ کو اس کی زد سے بچائے! یه تو جنگل بیلے میں رھنے والے شیروں پر بھی

جھپٹ پڑتی ہے۔

(٦) ہم بھی بادشاہ تھے اپنی سر زمین میں ہماری بھی بادشاھتیں تھیں جن کے سایہ میں ہم ناز و نعمت کی نیند سوتے تھے۔

(۷) مگر ہم پر ھلاکت کے تیر برس پڑے ، یہ تیر جسے نشانہ بناتے ھیں تو اسے سب سے زیادہ درد ناک موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۸) اے بادشاہ! آپ ھماری طرح مملکت کے سایہ میں مت سونا ھاں مگر کونسا بادشاہ ھو گا جو اپنی سلطنت کے سایہ میں سویا نہ ھو!

(۹) جو لوگ اس شاہ ابو عبداللہ کو جانتے تھے سب اس پر خون آمیز آنسو بہا رہے ھیں۔

(۱۰) وہ تعلقات قائم کیجئے جو ہم میں اور آپ میں مشترک تھے ، کیونکہ روئے زمین کے بادشاھوں کا ایک مشترکہ رشتہ بادشاھت بھی ھوتی ہے!

اسلامی اندلس کے مرثیوں میں سے ایک مرثیہ ابو العباس احمد بن محمد ابن دقون صنہاجی کا قصیدہ لامیہ بھی ہے ، شیخ ابن دقون صنہاجی نے اپنے اس مرثیہ کا تمہیدی تعارف عربی نثر میں لکھا ہے اور قصیدہ کا عنوان ہے الموعظة الغراء بأخذ الحمراء (۱۷) (الحمراء پر قبضہ کی روشن نصیحت) جیسا کہ عنوان سے ھی ظاھر ہے یہ مرثیہ سقوط غرناطہ کا مرثیہ ہے اور اس المیہ کے بعد کہا گیا۔

شیخ ابن دقون کا یہ مرثیہ لفظی و معنوی اسلوب کے اعتبار سے اتنا بلند نہیں ہے مگر سقوطِ غرناطہ کے نتیجے میں جو صورت حال پیدا ھونی شیخ نے اُس کی تصویر کشی کی کوشش کی ہے ، قصیدہ کا مطلع ہے : (۱۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أمنت من عكس آمال و احوال
وعشت مابين أعمام و أخوال
ولا ابتليت بما في القلب من نكد
فالجسم مشتغل من غير أشغال

ترجمہ :

(۱) اے مخاطب ! تو تو امیدوں اور حالات کے دگرگوں ہونے سے محفوظ ہے کیونکہ اپنے چچا اور ماموں کے ساتھ رہتا ہے۔

(۲) تو دل کو تکلیف دینے والے کسی صدمہ میں مبتلا ہی نہیں ہوا ، تیرا جسم بھی سلامت ہے اور بغیر کسی کام کے مشغول ہے ؟

اسی مرثیے کے چند اور اشعار ملاحظہ کیجئے :

واحتلّ غرناطة الغراء قد عدمت
حب الحصيد ونصر الله و الآل
كأنّها الشمس في أفق العلى كسفت
فهل على طلل ترمى بأبطال ؟
وهل تعود ليال قد سلفن بها
ونحن لانشتكي تنكيد ضلال
وهل يعود لها الدين الذي أُنست
به وقد أيست من فتح ابدال
فأصبحوا لاترى الا مساكنهم
كمثل عاد وما عاد بأشكال
قد فرقوا كسبا في كل منزلة
وقد سبا عده من أيد أو عال

فلا المساجد بالتوحيد عامرة
إذ عمروها بنا قوسٍ وتمثال
ولا المنابر للوعاظ بارزة
للأمر والنهى أو تـذكيـر آجال
ولا المكاتب بالصبيان آنسة
تتلو القرآن بأسحارو آصال

ترجمہ :

(۱) دشمن نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا ہے غلبے کے دانے اور اللہ و رسول کی نصرت و برکت بھی غائب ہے۔

(۲) یوں لگتا ہے کہ غرناطہ افق بلندی پر پہنچا ہوا آفتاب تھا جو گہنا گیا ، تو کیا یہ غرناطہ اپنے بہادر ابطال کو ٹیلوں پر پھینک دے گا ۔

(۳) کیا وہ راتیں دوبارہ آئیں گی جو اس میں بیت چکی ہیں ؟ اور ہمیں منغص کرنے والے گمراہوں کی شکایت بھی نہ رہے گی ؟

(۴) اور کیا وہ دین واپس آئے گا جس سے غرناطہ مانوس تھا ، جبکہ کسی ولی یا ابدال کی فتح و نصرت سے یہ مایوس ہو چکا ہے۔

(۵) اب حالت یہ ہے کہ اھل غرناطہ کے صرف گھر دکھائی دیتے ھیں ، جس طرح قوم عاد کے صرف گھر باقی رہ گئے تھے ، اوڑ عاد کی بہت سی شکلیں تو نہیں ھونگی !

(٦) غرناطہ والوں کو قوم سبا کی مانند ادھر ادھر بکھیر دیا گیا ہے ، جبکہ ان کی ایک تعداد کو وحشیوں نے جکڑ لیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۷) اب نہ تو مساجد اعلان توحید سے آباد ہیں کیونکہ عیسائیوں نے اذان کی جگہ ناقوس اور مجسمہ کو دے دی ہے۔

(۸) اور نہ وعظ و تبلیغ کے لئے واعظین کو منبر پر آنے دیا جاتا ہے۔

(۹) اور نہ مکاتب میں صبح و شام درس قرآن کے لئے بچے ہیں۔

ابو البقاء کے خوبصورت قصیدہ نونیہ سے قبل کسی گمنام شاعر کا ایک مرثیہ غرناطہ ہمیں اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے جو لفظی ساخت کے اعتبار سے تو معیاری نہیں مگر باتیں بڑی پر درد اور اثر انگیز ہیں، یہ مرثیہ سقوط غرناطہ کے المیہ کے بہت بعد کے واقعات کی تصویر پیش کرتا ہے، جب عیسائیوں نے طے شدہ شرائط صلح کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا ان کے لئے صرف دو راستے تھے، بپتسمہ لیکر عیسائیت قبول کر لیں یا گردن کٹوانے کے لئے تیار ہو جائیں (۲۰)۔

یہ مرثیہ دراصل مسلمانان اندلس کی فریاد ہے جو عثمانی خلیفہ سلطان بایزید خان کے نام ہے، منظومہ کے شروع میں شاعر نے نثری تمہید میں سلطان با یزید خان کو بھاری بھر کم القاب سے (۲۱) یاد کیا ہے، مطلع غائب ہے، چند شعر پر اکتفا کرتے ہیں۔ (۲۲)

فلما دخلنا تحت عقد ذمامهم
بدا غدرهم فينا بنقض العزيمة
وخان عهودا كان قد غرّنا بها
ونصّرنا كرها بعنف و سطوة
وأحرق ماكانت لنا من مصاحف
وخلطها بالزبل أو بالنجاسة

وكل كتاب كان فى أمر ديننا

ففى النور القوه بهزء و حقرة

ولم يتركوا فيها كتابا لمسلم

ولا مصحفا يخلى به للقراءة

ومن صام اوُ صلى ويعلم حاله

ففى النار يلقوه على كل حالة

وفى رمضان يفسدون صيامنا

بأُكل وشُرب مرّة بعد مرّة

وقد امرونا اُن نسبّ نبينا

ولا نذكرنه فى رخاء وشـــدة

ترجمه :

(۱) جب ہم نے ان سے عہد و پیمان کیا تو ان کی بد عہدی وغداری سامنے آ گئی ؟

(۲) دشمن نے عہد و پیمان توڑ دیا جس کے ذریعہ ہمیں دھوکا دیا تھا ، تشدد اور دست درازی سے ہمیں عیسائی بنا لیا ـ

(۳) ہمارے قرآن کریم جلا دئے اور انہیں گوبر اور نجاست سے آلودہ کیا ـ

(۴) ہماری ہر کتاب کو تمسخر اور حقارت کے ساتھ نذر آتش کر دیا ـ

(۵) مسلمانوں کے لئے کوئی کتـاب یا مصـحف مقـدس نہ چھوڑا جسے وہ چھپ کر ہی پڑھ لیتے !

(٦) اگر پتہ چل جاتا کہ کسی نے روزہ رکھا ہوا ہے یا نماز پڑھی ہے تو اسے ہر حال میں آگ میں ڈال دیتے ـ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۷) رمضان المبارک میں بار بار کھا پی کر ھمارا روزہ خراب کرتے ھیں۔

(۸) انھوں نے ھمیں حکم دیا ہے کہ ھم اپنے رسولؐ کو (معاذ اللہ) برا بھلا کہیں اور کسی نرمی سختی میں ان کو یاد نہ کریں۔

مگر اندلس کا وہ شہرہ آفاق مرثیہ جو جمال لفظی و معنوی کے ساتھ دلوں کو ھلا دینے والا ہے اور مشرق و مغرب میں زبان زد خلائق چلا آتا ہے اور عربی ادب کے علاوہ فارسی ، اردو اور ترکی ادب والے بھی اس سے نامانوس نہیں وہ اسلامی اندلس کے ادیب و شاعر ابو البقاء صالح بن شریف الرندی الاندلسی کا نونیہ قصیدہ ہے ، کسی عرب ملک کا نصاب تعلیم اس قصیدہ سے خالی نہ ھو گا ، مولانا آزاد اور دیگر بلند مرتبہ ادبائے اردو کے ھاں بھی اس مرثیہ کی باز گشت سنی جا سکتی ہے۔ (۲۳)

یہی وہ قصیدہ ہے جو ھر زمانے میں مقبول رھا اور اس میں الحاقی اشعار بھی شامل کئے جاتے رھے ، یہ مرثیہ اگرچہ سقوط غرناطہ سے بہت پہلے کا ہے مگر اس کے بعض متنوں میں المیہ سقوط غرناطہ کے متعلق بھی اشعار موجود ھیں ، احمد المقری نے اس کے تمام الحاقی اشعار حذف کر کے نفح الطیب اور ازھار الریاض (۲۴) میں اسے درج کر دیا ہے ، مرثیہ کا مطلع ہے۔ (۲۵)

لکل شئی اذا ماتم نقصان

فلا یغرّ بطیب العیش انسان

ھی الأمور کما شاھدتہا دول

من سرّہ زمن ساءتہ ازمان

ترجمہ :

(۱) ھر چیز جب مکمل ھو جاتی ہے تو اس میں نقص کا

آغاز ھو جاتا ہے (ھر کمالے را زوالے) تو اس لئے کسی انسان کو خوشگوار زندگی سے دھوکا نہیں کھانا چاھیے!

(۲) یہ تو بدلتے ھوئے حالات ھیں جیسا کہ تو نے مشاھدہ کیا ہے ، اگر کسی کو ایک زمانہ خوش کرتا ہے تو کئی زمانے ناگوار بھی لگتے ھیں!

ابو البقاء کا یہ شعر تو ضرب المثل بن کر ھر زبان پر رواں ہے :

یا غافلا وله فی الدھر موعظة

ان کنت فی سنة فالدھر یقظان

ترجمہ :

اے غافل! یہ گردش زمانہ تیرے لئے تازیانہ موعظت و عبرت ہے

اگر تو سوتا ہے تو سوتا رہ ، یہ زمانہ تو گردش بیدار ہے!

مشرق کے اھل اسلام کو جھنجھوڑتے ھوئے کہتا ہے :

ماذا التقاطع فی الاسلام بینکم

وانتم یا عباد الله اخوان

ألانفوس أبیات لھا ھمـــم

أما علی الخیر انصار و أُعوان!

ترجمہ :

(۱) مسلمان ھوتے ھوئے ایک دوسرے سے تمہاری یہ سنگدلی وقطع رحمی کیا معنی رکھتی ہے ؟ اللہ کے بندو تم تو بھائی بھائی ھو۔

(۲) کیا اب تم میں خود دار و باھمت انسان باقی نہیں رھے ؟ کیا اب نیکی کی خاطر امداد اور باھم تعاون کرنے والے بھی مفقود ھو گئے ھیں ؟!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معلوم ہوتا ہے کہ ابن عبدون کا قصیدہ رائیہ (جس کی شرح علامہ ابن بدرون نے کی تھی) اندلس کے عرب شعراء کے دل و دماغ پر ایک مدت تک چھایا رہا اور اس کے اثرات اندلسی شعراء کے کلام میں دیکھے جا سکتے ہیں ، ابو البقاء بھی اپنے اس نونیہ قصیدہ میں ابن عبدون کے مضامین قصیدہ سے متاثر نظر آتا ہے۔ ابن عبدون نے داستان ماضی اور قصہ تاریخ بننے والی سلطنتوں اور حکمرانوں کا ذکر کر کے زمانے کی سنگدلی و بے نیازی اور بے وفائی کا گلہ کیا ہے۔ ابو البقاء کے ہاں بھی یہ مضمون اسی شکل میں جلوہ گر نظر آتا ہے :

أتی علی الکل امر لا مردّ له

حتی قضوا فکأن القوم ماکانوا

وصار ماکان من مُلکٍ ومن مَلِکٍ

کما حکی عن خیال الطیـف وسنان

ترجمه :

(۱) ان سب پر اللہ تعالی کا اٹل حکم فنا آیا تو سب یوں مٹ گئے جیسے یہ لوگ کبھی تھے ھی نہیں ۔

(۲) بادشاھتوں اور بادشاھوں میں سے ہر ایک کا وھی حشر ہوا جو اونگھ کی حالت میں آنے والے طیف خیال کا ہوتا ہے ۔

لیکن ابن عبدون کے رائیہ قصیدہ میں کہیں اسلام یا ملت اسلامیہ کا تذکرہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا مگر ابو البقاء الاندلسی کا یہ نونیہ قصیدہ سراپا فریاد ہے ملت اسلامیہ اور اسلام کی جو شعر کی شکل میں دلوں کو ہلاتی اور دماغوں کو جھنجھوڑتی ہے :

فجائع الدهر انواع منوّعة

وللزمان مسرات و اُحزان

وللحوادث سلوان يهونهـــــا
وما لما حلّ بالإسلام ســلوان

ترجمه :

(۱) دکھ درد پہنچانے والی آفات زمانہ تو نوع بنوع هیں ، اور زمانہ انسانوں کو کبھی خوشیاں دیتا اور کبھی غموں سے دوچار کرتا هی رهتا ہے۔

(۲) اور حوادث و آفات کے لئے کوئی نہ کوئی وجہ تسلی بھی مل جاتی ہے جو انھیں ھلکا اور قابل برداشت بنا دیتی ہے مگر جو آفت اسلام پر ٹوٹی ہے اس کے لئے تو کوئی وجہ تسلی نہیں ہے۔

ابو البقاء یہ کہکر تو پتھر دلوں کو بھی پگھلا دیتا ہے کہ :

لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام و ايمان!!

ترجمہ : دکھ درد کے ان مناظر سے تو جلن کے مارے دل پگھل جاتا ہے بشرطیکہ دل میں اسلام اور ایمان کی چنگاری موجود ھو۔

یہ تو اسلامی اندلس کی وہ داستان غم والم ہے جو اندلس کے عرب شعراء پیش کرتے ھیں مگر ایک تصویر وہ بھی ہے جو میں نے پڑھی ، سنی اور آنکھوں سے دیکھی ہے ، اندلس ھی ایک ایسا خطہ تھا جہاں سے طویل حکمرانی کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کا سرکاری طور پر دیس نکالا ھوا اور بزعم خویش سنگدل و متعصب عیسائیوں نے اس کی مکمل بیخ کنی کر دی تھی مگر ھسپانیہ میں آج پھر اسلام کا شجرہ طیبہ برگ و بار لارھا ہے۔ استاذ گرامی مولانا عبدالعزیز میمن رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مراکش کے شہروں میں انھوں نے اندلسی مہاجرین کے ایسے گھرانے دیکھے جن کے ھاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نسلاً بعد نسلٍ اپنے ان مکانوں کی چابیاں آج تک اس یقین کے ساتھ منتقل ہوتی چلی آتی ہیں کہ ایک نہ ایک دن وہ اپنے اس سرسبز و شاداب وطن کو ضرور لوٹیں گے!!

شاعر اسلام علامہ محمد اقبال نے خاص نیت سے اسلامی اندلس کی عظمت رفتہ کا مشاہدہ کرنے کے لئے طویل و مشقت آمیز سفر اختیار کیا تھا ، گئے تھے تو اس غم اور پریشانی کے ساتھ کہ اس سر زمین مغرب نے شجرہ اسلام کو اپنے اندر جڑ کیوں نہ پکڑنے دی تھی مگر جب واپس آئے تو اس یقین و اعتماد کے ساتھ کہ اندلس اسلام کی فردوس گم گشتہ اور ارض موعودہ ہے ، یہاں اسلام کی واپس اسی طرح یقینی ہے جس طرح جنت سے نکالے گئے آدم کی جنت کو واپس یقینی اور لازمی تھی !

مراکش کا ایک عظیم الشان شہر اور سمندری بندرگاہ ہے جس کا نام کاسا بلانکا ہے ، یہ ھسپانوی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ھیں سفید محل ، اسی لئے اس شہر کا عربی نام ہے الدار البیضاء (سفید مکان) جو کاسا بلانکا کا لفظی ترجمہ ہے ، ۱۹۸۰ء میں اس شہر کو پہلی بار دیکھنے کا موقع نصیب ھوا ، اس کا سب سے بڑا پر شکوہ اور خوبصورت محلہ حی الاندلس (اندلس کا محلہ) ہے ، یہاں کے ممبر قومی اسمبلی جناب حسن لوزی مرحوم کے ھاں پر تکلف دعوت میں شریک ھوا جو میرے لئے منعقد ھوئی تھی ، دعوت میں اندلس کا ذکر چلا تو حسن لوزی فرمانے لگے : آئندہ چند سالوں میں ھسپانیہ ایک اسلامی ملک بن جائے گا ، ھسپانیہ کا سب سے بڑا صوبہ ہے اندولیسیا یہاں کے لوگ خود کو عربوں کی اولاد سمجھکر دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رھے ھیں ۔ گذشتہ سال عیدالفطر کے موقع پر پانچ سو نومسلم ھسپانوی ایک جہاز میں کاسا بلانکا میں عیدالفطر کی نماز پڑھنے کے لئے آنکلے ، بغیر پاسپورٹ کے عیدگاہ میں نماز ادا

کی اور ہم سے وعدہ لیا کہ کاسا بلانکا سے ایک ہزار مسلمان عیدالاضحی کی نماز سپین میں ادا کریں اور قربانی کرنے میں ہمارے ساتھ شریک ہوں !

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

مصادر و مراجع

(۱) زندہ رود (از ڈاکٹر جاوید اقبال) ۳ : ۵۰۳ ۔
۲ ۔ روائع اقبال (از مولانا ابو الحسن علی ندوی)
۳ ۔ کلیات اقبال اردو
۴ ۔ کلیات سعدی ص ۵۱۶ ۔
۵ ۔ داغ (از تمکین کاظمی) ص ۴۰ تا ۵۵ ۔
٦ ۔ نفح الطیب (از احمد المقری) ۳ : ۳۲۱
۷ ۔ المغرب (از عبدالواحد المراکشی) ص ۲۵
۸ ۔ ایضاً
۹ ۔ ایضاً
۱۰ ۔ ایضاً
۱۱ ۔ تاریخ الادب الاندلسی (از ڈاکٹر احسان عباس) ص ۱۹ ، نفح الطیب ۵ : ۲۷ ۔
۱۲ ۔ نفح الطیب ۵ : ۲۷
۱۳ ۔ ایضاً
۱۴ ۔ تاریخ العرب مطول (از فلپ حتی) ص ٦٦۱ ۔
۱۵ ۔ ازہار الریاض (از احمد المقری) ۱ : ۱۰۳ ۔ ۱۳۵ ، نفح الطیب ٦ : ۲۸۰
۱٦ ۔ ایضاً
۱۷ ۔ ازہار الریاض ۱ : ۱۱۳ ۔
۱۸ ۔ ایضاً
۱۹ ۔ ایضاً
۱۹ ۔ ایضاً
۲۰ ۔ ایضاً
۲۱ ۔ ایضاً
۲۲ ۔ ایضاً ، نفح الطیب ٦ : ۲۳۲ ۔
۲۳ ۔ ازہار الریاض ۱ : ۱۰۳ ۔ ۱۳۵ ، نفح الطیب ٦ : ۲۸۰ ۔
۲۴ ۔ ایضاً
۲۵ ۔ ایضاً

★★★

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

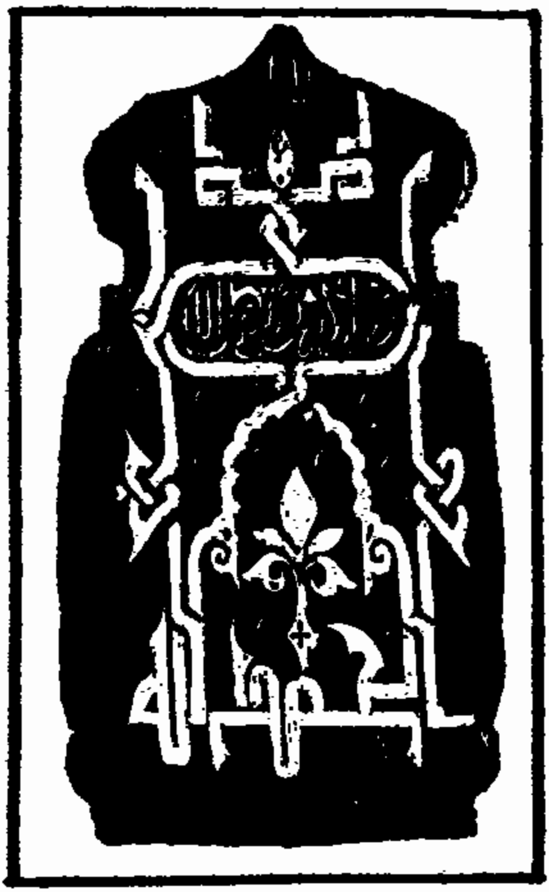

كتابة زخرفية معقودة بخط كوفي وخط اندلسي من ايوان مدخل رحبة السباع في قصر الحمراء بالاندلس .

←